مختصر سوانح حیات

عبد صالح

باب الحوائج حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

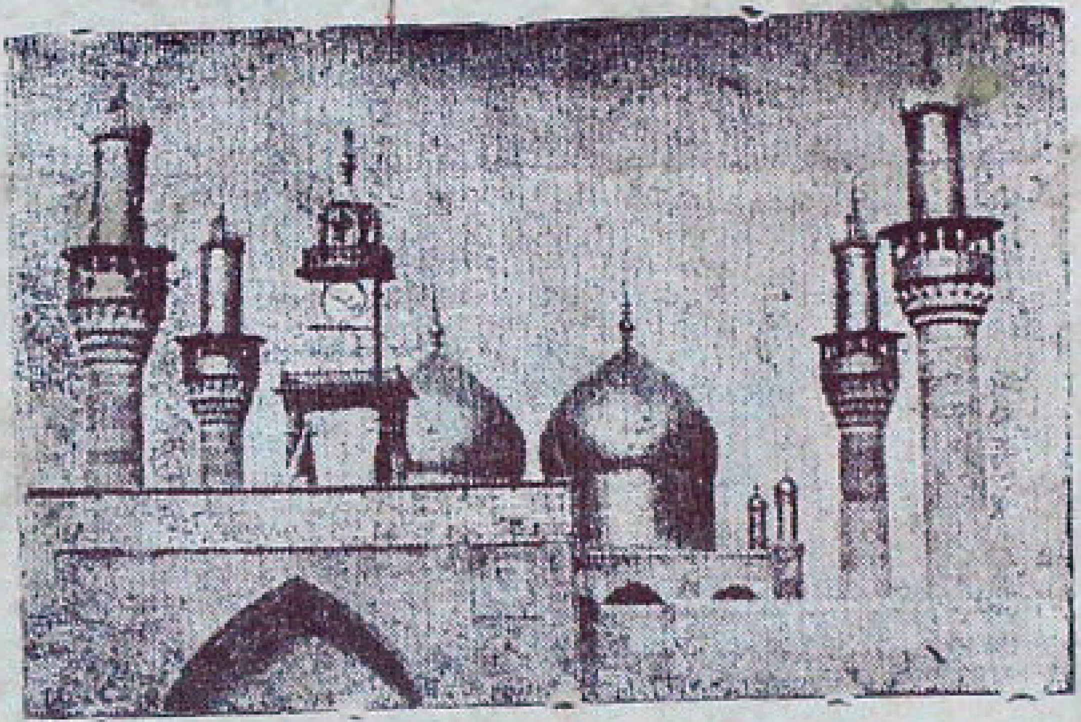

تالیف

سید محمد جابر جوراسی
مدیر ماہنامہ اصلاح لکھنؤ

ناشر
بزم خطیب الایمان، لکھنؤ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (الآیۃ)

اور وہ غصہ کو ضبط کرتے ہیں اور لوگوں کو
معاف کر دیتے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

مختصر سوانح حیات

عبد صالح

باب الحوائج حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

تالیف

سید محمد جابر جوراسی
مدیر ماہنامہ اصلاح لکھنؤ

ناشر
بزم خطیب الایمان، لکھنؤ
قیمت: ۵ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لاھلہ والسلام علی اھلھا

ائمہ اطہار علیہم السلام کی پاک و پاکیزہ زندگیوں سے تعارف کے ذریعہ جذباتِ ایمانی کو ایک نئی اُمنگ ملتی ہے اور ہمیں اُن کے کردار کی روشنی میں اچھی زندگی سنوارنے کے بہترین مواقع ہاتھ آتے ہیں۔

منجانب بزم خطیب الایمان ۲۳ ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ کو مدّاح اہلبیت جناب سیّد انوار الحسن صاحب انورؔ رائے بریلوی نے اپنے رفقاء کے تعاون سے بعد ایام عزا شبیہ روضۂ کاظمین میں یاد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں ایک جشن کی بناء ڈالی اس لئے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۷ صفر المظفر کو ہے لہٰذا اس دن کوئی تقریب مسرت نہیں ہوتی۔ ہر سال یہ جشن انتہائی کامیاب رہے۔ انورؔ صاحب نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس جشن کے موقع پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حالات پر مشتمل ایک کتابچہ پیش کیا جائے جس میں امامؑ کے حالات زندگی اور کارناموں پر اسقدر روشنی ڈال دی جائے کہ نوجوانان ملت اپنے امامؑ کی حیات طیبہ کے ضروری

گوشوں سے واقف ہو جائیں۔ یہ کام انھوں نے میرے سپرد کیا۔ اگرچہ عدیم الفرصتی میں بروقت یہ کام انجام دینا میرے لئے کچھ دقّت طلب تھا۔ لیکن "باب الحوائجؑ" کی تائید کے سہارے میں نے یہ کام انجام دے دیا ہے۔ اگرچہ اختصار کے پیش نظر آپ کی حیات طیبہ کے مختلف گوشوں پر مکمّل روشنی نہیں ڈالی جاسکی ہے۔ پھر بھی جس قدر ضبطِ تحریر میں آگیا ہے وہ بھی کم مفید نہیں ہے۔ خداوند عالم افرادِ ملّت کو ائمہ معصومینؑ سے کسب فیض کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ والسّلام۔ فقط

غلام آل نبیؐ سید محمد جابر جوراسی
مدیر ماہنامہ اصلاح لکھنؤ
یکم اکتوبر ۹۲ء

ملنے کا پتہ

اقرار حسین عرف لالو
حیدری مسجد چڑیا بازار
نخاس لکھنؤ

باسمہ سبحانہ

اسم گرامی موسیٰ ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن ابی طالب علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

مشہور القاب کاظم، عبد صالح، باب الحوائج، نفس زکیہ، صابر، امین۔

کنیت ابوالحسن

ولادت باسعادت ۷ر صفر المظفر یوم پنجشنبہ ۱۲۸ھ مطابق ۸ر نومبر ۷۴۵ء

مقام ولادت ابوا (میان مکہ و مدینہ) نزد مزار جناب آمنہ خاتون والدہ گرامی حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والد بزرگوار دنیائے اسلام کی بزرگ ترین شخصیت حجت خدا امام ششم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جن کے علمی و دینی خدمات کے سبب فرقہ حقہ جعفری کہلایا۔

مادر گرامی جناب حمیدہ خاتون بربریہ بنت صاعد۔ آپ انتہائی پاکیزہ سیرت اور زہد و تقویٰ میں منفرد خاتون تھیں علوم دینی میں مہارت رکھتی تھیں، صاحبان علم آپ سے شرعی مسائل دریافت

کرتے تھے۔ انتہائی پاکیزگی ظاہر و باطن کی بنا پر آپ "مصفاۃ" اور "لؤلؤہ" کے القاب سے یاد کی جاتی ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے کہ حمیدہ ہر عیب و رجس سے مثل سونے کے پاک ہے۔ ان کی نگہبانی ہمیشہ ملائکہ کرتے ہیں۔

جناب حمیدہ بیان کرتی تھیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند آسمان سے اتر کر میری گود میں آ گیا۔ اس کی تعبیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حمیدہ سے وہ مولود پیدا ہوگا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی حائل نہ ہوگا۔

کیفیت ولادت

ابوبصیر سے روایت ہے کہ جس سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی ہم ایک سفر میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمرکاب تھے۔ مقام ابوا میں جب ہم ٹھہرے تو امام نے ہمارے لئے بہترین کھانوں کا انتظام فرمایا۔ ہم لوگ کھانے میں مشغول تھے کہ امام کی خدمت میں حمیدہ کا پیغام پہونچا اور آپ اٹھ کر چلے گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد خنداں و فرحاں واپس آئے۔ ہم نے جناب حمیدہ کی خیریت پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے وہ فرزند عطا فرمایا ہے جو بہترین خلائق ہے۔ مجھ سے حمیدہ نے جو کیفیت بیان کی وہ میں پہلے ہی سے جانتا تھا۔ حمیدہ نے بیان کیا

کہ مولود نے پیدا ہوتے ہی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیک کر آسمان کی جانب سر کو بلند کیا۔ یہ علامت رسول یا امام کی ہے۔ امام نے ابوبصیر کے استفسار پر فرمایا نبی و امام کی (ظاہری) خلقت ایک جام بہشت سے ہوتی ہے جو پانی سے زیادہ ہلکا، دودھ سے زیادہ سفید مکھن سے زیادہ نرم، شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ سرد ہوتا ہے۔ یہ جام میرے باپ دادا کے لئے بھی آیا تھا اور میرے لئے بھی آیا تھا جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ مولود حجت خدا ہے یہ فرزند میرے بعد تم سب کا امام ہے۔

امامؑ نے فرمایا جب امام کے جسم میں شکم مادر میں روح داخل ہوتی ہے تو ایک ملک امام کے داہنے بازو پر "وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" لکھ دیتا ہے۔ ولادت کے بعد منادی اس کو منجانب اللہ تین مرتبہ مع ولدیت کے آواز دیتا ہے جسے یہ سر اٹھا کر سنتا ہے۔ صدا یہ آتی ہے کہ ہم نے تمھیں ایک امر عظیم کے لئے پیدا کیا ہے۔ تم مخلوق میں میرے منتخب ہو، میرے رازوں کے جاننے والے ہو، تم میرے علم کے ظرف اور میری وحی کے امانت دار ہو، تم زمین پر میرے نائب اور خلیفہ ہو۔ میری رحمت، میری جنت، میرا جوار تمھارے اور تمھارے شیعوں کے لئے ہے۔ میری عزت و جلال کی قسم کہ تمھارے دشمنوں کو میں ابدی عذاب میں مبتلا کردوں گا ہر چند کہ دنیا میں ان کی روزی بہت

کشادہ کردوں ۔

منادی کی یہ ندا سن کر امام اس آیہ کریمہ کی تلاوت کرتا ہے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ پس خداوند عالم اسے علوم اولین و آخرین عطا فرماتا ہے اور اس کا مستحق ہوتا ہے کہ روح شب قدر اس کی زیارت کیا کرے ۔

ولیمہ

منہال قصاب راوی ہے کہ میں مکہ سے مدینہ آرہا تھا مقام ابوا میں امام جعفر صادق علیہ السلام کو خداوند عالم نے فرزند عطا فرمایا تھا ۔ میرے مدینہ پہونچنے کے ایک دن بعد امامؑ مدینہ پہونچے ۔ آپ نے مولود کی ولادت باسعادت کی مسرت میں اہل مدینہ کو دو دن تک اور بروایت کافیؔ تین روز تک کھانا کھلایا

امامؑ کا بچپن

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ تین سال کی عمر میں ایک بکری کے بچے سے (ازراہِ مزاح) فرماتے تھے "خدا کا سجدہ کر" ایک دوست نے کہا اُس سے کہئے چلے آپ نے فرمایا "افسوس ہے تم پر کیا میں موت و حیات دیتا ہوں"

اس دوران جب آپ بکری کے بچے سے کھیل رہے تھے خدا کا سجدہ کر، امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا آپ کے بعد امام کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ جو لہو و لعب میں مشغول نہ ہو اور یہ کہ آپ نے امام موسیٰ کاظمؑ کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا بے شک یہ لہو و لعب میں نہیں رہتا۔

امام ابو حنیفہ نے ایک دن امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میں نے آپ کے (کمسن) صاحبزادے کو دیکھا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں اور لوگ سامنے سے گزر رہے ہیں۔ جب امام جعفر صادقؑ نے امام موسیٰ کاظمؑ کو ابو حنیفہ کے سامنے بلا کر ان کا اعتراض سنایا تو آپ نے فرمایا کہ جس کی میں نماز پڑھ رہا تھا وہ سامنے سے گزرنے والوں سے کہیں زیادہ مجھ سے قریب ہے جیسا کہ خود اس نے ارشاد فرمایا ہے "نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد" (میں تمہاری رگ گردن سے زیادہ تم سے قریب ہوں) صاحب مناقب نے نقل فرمایا ہے کہ یہ سن کر امام جعفر صادقؑ نے آپ کو سینہ سے لگا لیا اور فرمایا یہ وہ بچہ ہے جسے تمام اسرار شریعت عطا ہو چکے ہیں۔

ابو حنیفہ ایک روز عبد اللہ ابن مسلم کے ساتھ امام جعفر صادقؑ کے بیت الشرف پر حاضر ہوئے۔ وہاں شیعوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ امامؑ کے سب منتظر تھے۔ اس درمیان امام موسیٰ کاظمؑ

بعالم کم سنی باہر تشریف لائے۔ تمام حاضرین تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ابوحنیفہ نے از راہ حسد عبداللہ سے کہا دیکھو میں انھیں ان کے شیعوں کے سامنے رسوا کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر امامؑ سے سوال کیا صاحبزادے اگر تمھارے شہر میں کوئی مسافر آئے تو قضائے حاجت کے لئے کہاں جائے؟ آپ نے نہایت ہی متانت سے برجستہ جواب دیا: مسافر کو چاہیئے کہ مکان کی دیواروں کے پیچھے چھپے، ہمسایوں کی نگاہوں سے بچے، نہروں کے کناروں سے پرہیز کرے، جن مقاموں پر درختوں کے پھل گرتے ہیں ان سے حذر کرے، مکانوں کے صحنوں سے علیحدہ، شاہراہوں اور راستوں سے الگ مسجدوں کو چھوڑ کر، نہ قبلہ کی جانب رُخ کرے نہ پشت۔ پھر اپنے لباس کی حفاظت کرتے ہوئے جہاں چاہے رفع حاجت کرے۔ ابوحنیفہ کا قول ہے کہ جب میں نے بچے سے ایسا جواب سنا تو میری نظروں میں ان کی عظمت وجلالت ثابت ہوگئی اور میں نے کہا میں آپ پر فدا ہوں۔

احتجاج طبرسی وغیرہ میں یہ واقعہ منقول ہے کہ جب آپ پانچ چھ سال کے تھے تو ابوحنیفہ نے پوچھا کہ فرزند رسولؐ! انسان کے افعال کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ان کا فاعل خود خدا ہے یا بندے؟ آپ سن کر دو زانو ہو بیٹھے اور فرمایا: ابوحنیفہ سوال کا جواب سنو! اس کو یاد رکھو، اسی کے مطابق عمل کرو۔ بندوں کے افعال تین حالتوں سے خالی نہیں یا انھیں خود خدا انجام دیتا ہے اور بندے مجبور ہیں،

یا افعال خدا اور بندوں کی شرکت سے ہوتے ہیں، یا صرف بندے افعال انجام دیتے ہیں۔

اگر پہلی صورت صحیح ہے تو وہ کیسا خدا ہے جو عادل رحیم و حکیم بھی ہے اور بندوں کو ایسے افعال کی سزا بھی دے گا جنھیں بندوں نے انجام نہیں دیا۔ اگر دوسری صورت صحیح ہے تو وہ کیسا خدا ہے جو افعال میں بندوں کے ساتھ شریک ہے، وہ قوی ہے اور بندے ضعیف ہیں لیکن وہ سزا صرف بندوں کو دے گا جن کے افعال میں خود بھی شریک تھا۔ اے ابوحنیفہ کیا یہ دونوں صورتیں محال نہیں ہیں؟ ابوحنیفہ نے کہا بے شک یہ دونوں صورتیں محال ہیں۔ یہ سن کر حضرت نے فرمایا اب تیسری صورت کے سوا کوئی اور صورت نہیں رہ جاتی کہ اپنے افعال کے ذمہ دار تنہا بندے ہی ہیں۔ یہ فرما کر اسی مضمون پر مشتمل چند اشعار بھی آپ نے ارشاد فرمائے۔

شاہانِ وقت

حضرت کے زمانہ میں بنی عباس کے چار بادشاہ گزرے ہیں جن کے ادوارِ ظلم و ستم میں آپ پر بے شمار مظالم ڈھائے گئے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۸ھ میں ہوئی ہے اس وقت ابومنصور دوانیقی بادشاہ تھا جس کا انتقال ۱۵۸ھ میں ہوا۔ منصور انتہائی سفاک اور ظالم بادشاہ تھا۔ صاحب روضۃ الصفا نے تحریر فرمایا ہے

کہ اس نے اپنے ایک عامل کو طلب کیا۔ وہ بیمار تھا، اس نے حاضر ہونے سے معذوری کا اظہار کیا۔ منصور نے حکم دیا اگر وہ پورے جسم سے نہیں آسکتا تو ہم صرف اس کے ایک جزو پر قناعت کرلیں گے لہٰذا اس کا سر کاٹ کر حاضر کیا جائے۔ چنانچہ منصور کے حکم کی تعمیل کی گئی۔

منصور سادات کا سخت دشمن تھا اور اولاد امیر المومنینؑ کے قتل و غارت گری کا خوگر تھا۔ اس کو اس کا بخوبی علم تھا کہ حقیقی حقدار خلافت اولاد امیر المومنینؑ ہی ہے لہٰذا وہ ہمیشہ ان کے درپئے آزار رہتا تھا۔ یہی رویہ تمام غاصب خلفاء کا رہا ہے۔ امام جعفر صادقؑ منصور دوانیقی کے زہر ہی سے شہید کئے گئے۔

امام موسیٰ کاظمؑ نے علی ابن حمزہ سے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ منصور زیارت خانۂ خدا نہ کر سکے گا۔ ۱۵۸ھ میں جب منصور حج کے ارادے سے نکلا تو جن لوگوں کو علم تھا وہ منتظر تھے یہاں تک کہ وہ کوچ ہوتا ہوا مقام بستان پر پہونچا اور اب لوگوں کو تشویش ہوئی۔ جب وہ مقام میمون پر پہونچا تو علی ابن حمزہ امامؑ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوئے۔ امام سجدے میں تھے آپ نے جب دیر تک سجدے میں رہنے کے بعد سر اٹھایا تو مدینہ میں شور سنائی دیا۔ علی حکم امامؑ سے تفتیش حال کے لئے باہر آئے معلوم ہوا کہ امامؑ کا قول صحیح ثابت ہوا اور منصور فوت ہوا۔ منصور ذی الحجہ ۱۵۸ھ میں

ترسٹھ یا چونسٹھ سال کی عمر میں فوت ہوا۔

منصور کے بعد اس کا فرزند مہدی خلیفہ ہوا۔ اس کا زمانہ حکومت ذی الحجہ ۱۵۸ھ تا محرم الحرام ۱۶۹ھ ہے۔ یہ اپنے باپ کے بہ نسبت کم ظالم تھا۔ اس نے اپنے باپ کے بہت سے ظالمانہ قوانین رد کئے لیکن آل رسولؐ کا یہ بھی دشمن تھا۔ اس نے امام موسی کاظم علیہ السلام کو بجبر مدینے سے بلوا کر بغداد میں قید رکھا۔ لیکن ایک شب اس نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور آپ کی ناراضگی سے ڈر کر اس نے امامؑ کو قید سے رہا کر دیا۔ دوبارہ پھر اس نے قید کرنا چاہا تھا لیکن پیغام اجل آ پہنچا اور اس کا ارادہ پورا نہ ہوا۔

مہدی کے بعد اس کا فرزند ہادی خلیفہ ہوا۔ اس کی حکومت بہت کم دنوں رہی۔ یہ محرم الحرام ۱۶۹ھ تا ربیع الاول ۱۷۰ھ تک خلیفہ رہا اس کی ہلاکت کی خبر بھی امام موسی کاظم علیہ السلام نے پہلے ہی دے دی تھی۔ امامؑ کو ہلاکت ہادی کی خبر بعالم غنودگی حضرت رسول خداؐ نے دی تھی۔

ہادی کے بعد ۱۷۰ھ میں اس کا بھائی ہارون بن مہدی خلیفہ ہوا۔ جس کی مدت حکومت ۱۹۳ھ تک ہے۔ اسی کے دور حکومت میں اور اسی کی سازش و حکم سے ۱۸۳ھ میں امام موسی کاظم علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا گیا۔ آپ کی شہادت ہارون رشید

کی قید میں ۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ کو واقع ہوئی ہارون رشید انتہائی اوباش، حرام و حلال میں فرق نہ کرنے والا اور شریعت محمدی میں بدعات کا رواج دینے والا خلیفہ تھا۔ اس نے اپنے باپ کی زوجہ یعنی سوتیلی ماں سے بھی عقد کرنے میں گریز نہ کیا اور اس امر کے لیے اس نے ابو حنیفہ کے شاگرد قاضی ابو یوسف سے خصوصی فتویٰ بھی حاصل کیا۔

جماعت اسلامی کے ترجمان روزنامہ تسنیم لاہور نے کیا مبنی بر صداقت بات لکھی تھی کہ

سلاطین و امراء نے اور سیاست والوں نے اسلام کو اپنی اغراض و مقاصد و اقتدار کا آلۂ کار بنایا اور دنیا پرست علماء نے اسلام کو ان سلاطین و افراد اور سیاست والوں کا آلۂ کار بنانے کے لیے شرعی استدلال مہیا کیا۔

(روزنامہ تسنیم لاہور ۹ جون ۱۹۵۹ء)

شہادت امامؑ

ہارون رشید نے حضرتؑ کو اپنے ساتھ مدینے سے لا کر والی بصرہ عیسیٰ کے پاس روانہ کر دیا۔ وہاں حضرتؑ ایک سال تک قید رہے۔ ہارون نے عیسیٰ کو لکھا کہ حضرت کو قتل کر دو۔ اس نے اس جرم عظیم کے انجام دینے سے معذرت کر لی تو بقول ابن حجر

کی ہارون نے آپ کو سندی بن شاہک کے حوالے کر دیا۔ اس نے آپ کو قید میں رکھا اور بالآخر کھجور دں میں زہر ملا کر دے دیا۔ تاریخ خمیس میں ہے کہ یحیٰی بن خالد برکی نے زہر دیا۔ حضرتؑ نے ۲۵ ر رجب المرجب ۱۸۳ھ کو قید خانے میں بعمر ۵۴ سال شہادت پائی۔ آپ کے ہاتھ پاؤں کی زنجیریں بعد میں کاٹ کر نکالی گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے جسم اطہر کو چٹائی میں لپیٹ کر اس قدر دبایا گیا کہ آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

سندی نے آپ کا جنازہ بغداد کے پل پر رکھوا دیا تین دن تک ملاعین نے جنازہ اطہر کو سرراہ رکھا۔ تیسرے دن جنازہ لے کر ملاعین یہ اعلان کرتے چلے ھذا امام الرافضہ فاعرفوہ۔ یہ رافضیوں کا امام ہے اسے پہچانو۔ آگے بڑھ کر چار آدمی پھر یہ صدا لگانے لگے (معاذ اللہ) الامن اراد ان یری الخبیث بن الخبیث موسیٰ بن جعفرؑ فلیخرج (العیاذ باللہ ثم عیاذا باللہ) جو شخص خبیث پسر خبیث کو دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ اپنے گھر سے نکل کر تماشا دیکھے۔

ہارون کا چچا سلیمان ابن منصور عباس دجلہ کے کنارے ایک قصر میں رہتا تھا اس نے پوچھا یہ کیسا شور ہے اور کس کا جنازہ ہے؟ بتایا گیا کہ موسیٰ بن جعفرؑ نے زندان ہارون رشید میں انتقال

فرمایا یہ انھیں کا جنازہ ہے۔ سلیمان نے جب یہ سنا تو بے اختیار ہو گیا۔ عمامہ سر سے اتار کر پھینک دیا۔ سر و پا برہنہ گریبان چاک یہ کہتا ہوا قصر سے نکلا موسیٰ بن جعفر یدفن ھکذا ہائے موسیٰ بن جعفرؑ اس طرح دفن ہوں۔ زندگی میں اگر ان سے ملک و بادشاہی چھن جانے کا خطرہ تھا تو کیا مرنے کے بعد بھی ان کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس نے اپنے غلاموں اور فرزندوں کو حکم دیا کہ ان ملاعین سے نعش اطہر کو چھین لو اور ان کو خوب مارو۔ لاش اطہر حاصل کر کے اس نے آپ کو ایک ڈھائی ہزار کا بردیمانی کا کفن دیا جس پر پورا قرآن مجید لکھا ہوا تھا اس نے جنازہ چوک میں رکھوا دیا اور منادی کروا دی الا من اراد ان یری الطیب بن الطیب فھذا موسیٰ بن جعفر فلیخرج جو طاہر ابن طاہر موسیٰ بن جعفر کو دیکھنا چاہے وہ نکلے اور زیارت کرے اس اعلان سے دوسروں کی بھی ہمت بندھی۔ جو لوگ شاہی عتاب کے ڈر سے گھروں میں مضطرب بیٹھے تھے باہر نکل آئے۔ اور جنازہ انتہائی شان و شوکت تزک و احتشام سے اٹھا اور کاظمین شریفین میں دفن کر دیا گیا۔

ظاہر میں آپ کو غسل و کفن دوسروں نے دیا لیکن درحقیقت یہ تمام کام آپ کے فرزند اور نائب حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا علیہما السلام کے ہاتھوں انجام پائے۔

آپ نے اپنی وفات کے قریب سندی بن شاہک کے ذریعے اپنے کوفی غلام مسیّب بن زہیر کو بلایا اور فرمایا کہ اے مسیّب یہ نجس سندی قصد کرے گا کہ مجھے غسل دے اور دفن کرے۔ ہیہات ہیہات ایسا نہیں ہو سکتا۔ نبی و وصی کے طیب و طاہر جسم کو سوائے معصوم کے کوئی دوسرا غسل و کفن نہیں دے سکتا۔ مسیّب کہتا ہے کہ اس وقت میں نے حضرت کے پہلو میں ایک جوان خوش رو و خوش بو کو دیکھا جو آپ سے بہت ہی مشابہ تھا چونکہ میں نے امام رضا ؑ کو بعالم کم سنی دیکھا تھا اس لئے پہچان نہ سکا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ؑ نے انتقال فرمایا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ وہی جوان حضرت ؑ کے غسل و کفن حنوط کا متکفل ہے ہر چند کہ بظاہر یہ کام دوسرے کر رہے ہیں۔ لیکن در اصل وہ صرف مددگار تھے مگر کوئی حضرت ؑ کو پہچان نہ سکا۔ تمام کاموں سے فراغت کے بعد انھوں نے کہا:

اے مسیّب اس بارے میں کبھی شک نہ کرنا کہ میں اپنے باپ کے بعد تمہارا امام ہوں۔ میری مثال یوسف صدیق کی ہے کہ جب ان کے بھائی ان تک پہونچے تو حضرت یوسف ؑ نے پہچان لیا لیکن وہ نہ پہچان سکے۔

ابن بابویہ علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ ہارون رشید لعنہ نے ۱۷۹ھ سنہ ۱۷۹ھ کو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو قید کیا تھا اور آپ نے سنہ ۱۸۳ھ کو بغداد میں رحلت پائی۔

خادم امامؑ کا بیان ہے کہ جب آپ کو مدینے سے عراق لے جایا گیا تو آپ نے اپنے فرزند اکبر امام رضاؑ کو حکم دیا کہ جب تک میری خبر وفات نہ آئے ہر شب حرم سرا کی دہلیز میں بسر کرنا۔ امام ہر روز اسی جگہ مشغول عبادات رہتے۔ لیکن ایک روز آپ مسجد نبویؐ سے بعد فراغت نماز ادھر تشریف نہ لائے۔ سب لوگ ساری رات بے چین رہے جب سویرا ہوا تو آپ واپس تشریف لائے اور اپنی ماں ام موسیٰ سے فرمایا میرے پدر بزرگوار نے جو امانتیں آپ کے سپرد کی تھیں وہ مجھے لاکر دے دیجئے ام احمد سے امام موسیٰ کاظمؑ نے رخصت ہوتے ہوئے انھیں چند امانتیں سپرد کی تھیں اور فرمایا تھا جو میرا فرزند ان امانتوں کو طلب کرے اسے یہ دینا وہی میرے بعد امام ہوگا۔ اور اس وقت سمجھ لینا میں درجۂ شہادت پر فائز ہوا۔ ام احمد کو علم ہو گیا کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے رحلت فرمائی۔ آپ گریہ وزاری فرمانے لگیں۔ چند روز بعد جب خبر وفات امام موسیٰ کاظمؑ مدینے پہونچی تو پتہ چلا کہ مذکورہ شب ہی کو امامؑ نے رحلت فرمائی تھی۔

بابُ قضاء الحوائج

حضرت کے القاب میں سے ایک لقب باب قضاء الحوائج (یعنی حاجتیں پوری ہونے کا دروازہ) بھی ہے۔ زندگی میں بھی لوگوں کی حاجتیں آپ سے پوری ہوتی تھیں اور وفات کے بعد

بھی لوگوں کی حاجتیں پوری ہوئیں۔ ۱۹۲۸ء کے متعدد اخبارات نے اس واقعہ کو نقل کیا تھا جن میں انقلاب لاہور، اہلحدیث امرتسر ۲۴ راگست اور پائنیر الہ آباد ۱۰ راگست بھی شامل ہے کہ اس مذکورہ سنہ میں ایک بوڑھا نابینا سید روضے میں داخل ہوا اس نے روضہ کے تعویذ کو اپنے ہاتھوں سے مس کیا اور پھر چیختا ہوا باہر دوڑا کہ مجھے بینائی مل گئی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ بغداد کے اسپتال میں وہ زیر علاج تھا بالآخر ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ جب وہ اپنی بینائی کی واپسی سے ناامید ہوگیا تو روضہ امامینؑ میں اس نے خدا سے بینائی کو واپس ہونے کی دعا کی اور برکت امامؑ سے اس کی دعا مستجاب ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد لوگ اس کے کپڑے تبرک کے بطور لے گئے اور اسے تین مرتبہ کپڑے پہنائے گئے۔ بالآخر خدام نے اسے اس کے گھر پہونچوا دیا۔

قبر مطہر سے کرامت کا ظہور

علی بن عیسیٰ اربلی علیہ الرحمہ صاحب کشف الغمہ نے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ خلیفہ بغداد کا ایک نائب تھا جس نے وسیع وعریض علاقہ پر جبروت وسطوت کے ساتھ حکمرانی کی۔ اس کا جب انتقال ہوا تو خلیفہ نے اسے جوار امام موسیٰ کاظمؑ میں دفن کر دیا۔ مشہد کاظمی کا ایک مجاور ایک زاہد ومتقی نقیب تھا۔ اس نے شب میں خواب میں دیکھا کہ

اس ظالم حاکم کی قبر شگافتہ ہوئی اور اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہوتے ہوئے نظر آئے اور لاش جلنے کا بدبودار و متعفن دھواں چاروں طرف پھیل گیا۔ ایک سمت امام موسیٰ کاظمؑ کھڑے ہوئے نظر آئے۔ آپ نے خادم نقیب کو حکم دیا کہ جا کے خلیفہ سے کہہ دو اس نے میرے جوار میں اس ظالم کو دفن کر کے مجھے اذیت دی ہے۔ نقیب خواب سے بیدار ہوا اور سارا ماجرا خلیفہ کو لکھ کے بھیج دیا۔ شام کو خلیفہ خود آیا اور نقیب کو لے کے حاکم مذکور کی قبر پر آیا تاکہ قبر کھود کے لاش کو وہاں سے منتقل کر دیا جائے۔ جب قبر کھودی گئی تو اس میں لاش کا نام و نشان بھی نہ تھا صرف جلی ہوئی راکھ موجود تھی۔

عجب نہیں کہ معصومین علیہم السلام کے جوار میں دفن ہونے والے دیگر ظالم حکمرانوں کا بھی یہی حشر ہوا ہو

امام امام ہے

ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے ابو الحسن موسیٰ ابن جعفرؑ سے عرض کی جعلت فداک امام کی شناخت کس طرح ہوتی ہے؟ فرمایا متعدد باتوں سے اول یہ کہ امام سابق اس پر نص کرے اور بطور علم اس کو نصب فرمائے تاکہ وہ حجت بنے خلائق پر، جس طرح رسولؐ خدا نے بروز غدیر علی مرتضیٰؑ کو خلافت پر نصب فرمایا اسی طرح ہر امام اپنے بعد کے امام کو نصب کرتا اور پہچنواتا ہے۔ دوسرے اس سے جو

سوالات کئے جائیں ان کے جوابات دے۔ سوالات نہ پوچھے جائیں تو از خود ابتدا کرے۔ آئندہ کا حال بتائے اور ہر زبان میں لوگوں سے کلام کر سکے۔

پھر فرمایا اے ابو محمد قبل اس کے کہ تم یہاں سے اٹھو تم کو اس کی علامت سے آگاہ کروں گا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ایک خراسانی مرد حاضر ہوا اور اس نے عربی میں کلام کرنا شروع کیا۔ امام نے اسے فارسی میں جوابات دیے۔ خراسانی نے عرض کی کہ میں نے فارسی میں اس لیے گفتگو نہیں کی کہ آپ یہ زبان ٹھیک سے بول اور سمجھ نہ سکیں گے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! اگر میں تجھ کو تیری زبان میں جواب نہ دے سکوں تو کیا فضیلت و فوقیت مجھ میں ہے اور میں کس بات سے مستحق امامت ہوں گا اور پھر فرمایا اے ابو محمد! کسی جانور اور کسی جاندار کا کلام امام سے پوشیدہ نہیں ہوتا

حبشی زبان

ابن ابی حمزہ خدمت امامؑ میں حاضر تھے۔ اس دوران تین حبشی غلام لائے گئے۔ آپ نے ان میں سے ایک غلام سے اس کی زبان میں کچھ کلام کیا اس نے اس کا جواب دیا۔ اس گفتگو پر غلاموں کو تعجب ہوا۔ امامؑ نے مذکورہ غلام سے فرمایا میں تجھے کچھ مال دیتا ہوں اس میں سے ہر غلام کو تیس تیس درہم دے دے۔ یہ غلام یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ خداوند عالم نے ہمیں اپنے فضل و کرم سے ایسا آقا

عطا فرمایا ہے جو ہماری زبان میں ہم سے زیادہ فصیح ہے۔ ابن ابی حمزہ نے غلاموں کے چلے جانے کے بعد عرض کی فرزند رسولؐ کیا آپ نے ان غلاموں سے ان کی زبان میں گفتگو کی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ابن ابی حمزہ نے عرض کی آپ نے صرف ایک ہی غلام کو کیوں مخاطب فرمایا؟ آپ نے جواب دیا کہ یہ حبش کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا فرزند ہے اور سب میں عاقل تر ہے۔ اس کو میں نے دیگر غلاموں پر نگراں مقرر کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا تمھیں میری اس گفتگو پر تعجب ہے؟ ابو حمزہ نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا وہ باتیں زیادہ قابل تعجب ہیں جنھیں تم نہیں جانتے۔ جو کچھ تم نے سنا وہ ایسا ہی ہے جیسے ایک طائر سمندر سے ایک قطرہ اپنی منقار میں لے لے۔ اس قطرے سے سمندر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ امام سمندر کی طرح ہے اس کی باتیں عجائبات دریا سے زیادہ عجیب ہیں۔

کنیز کا قصہ

ایک روز حسین بن ابی العلا کے ذریعے ایک نوبیہ کنیز خریدی گئی۔ آپ نے اسی کی زبان میں اس سے گفتگو فرمائی۔ آپ نے اس سے نام پوچھا۔ اس نے مونسہ بتایا۔ آپ نے فرمایا اس سے پہلے تیرا نام حبیبہ تھا۔ اس نے قول امامؑ کی تصدیق کی امامؑ

نے حسین سے مخاطب ہو کر فرمایا اس کے بطن سے میرا ایک فرزند ابراہیم پیدا ہوگا جو نہایت سخی و عابد ہوگا۔

چینی زبان میں گفتگو

اسحاق بن عمّار خدمت امامؑ میں حاضر تھے کہ اس دوران ایک شخص حاضر ہوا۔ اس نے امامؑ سے ایسی زبان میں گفتگو کی جو پہلے کبھی نہیں سنی گئی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پرند بول رہا ہے۔ امامؑ نے اسی کی زبان میں گفتگو کرنا شروع کی۔ جب وہ رخصت ہوا تو اسحاق کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ چین والوں میں سے ایک قوم اس طرح باتیں کرتی ہے۔ لیکن یہ زبان تمام اہل چین کی نہیں ہے۔ امامؑ نے پوچھا کیا تمھیں اس گفتگو پر تعجب ہے اسحاق نے عرض کی تعجب کا مقام ہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ تعجب خیز یہ ہے کہ امامؑ پرندوں کی زبانیں اور ہر ذی روح کی زبان جانتا ہے۔ امام وقت پر کوئی شے مخفی نہیں رہتی۔

پرندوں کی زبان

امامؑ کے احباب میں سے ایک شخص نے آپ کی دعوت کی۔ آپ نے منظور فرمائی۔ اس کے مکان میں ایک تخت پر آپ تشریف فرما ہوئے۔ تخت کے نیچے کبوتروں کا ایک جوڑا گھوم

رہا تھا۔ وہ شخص کھانا لینے چلا گیا۔ جب واپس آیا تو امام ؑ کو متبسم پایا۔ اس نے وجہ پوچھی آپ نے فرمایا۔ یہ نر کبوتر ابھی اپنی مادہ سے کہہ رہا تھا کہ زمین پر کوئی بھی تجھ سے زیادہ مجھے عزیز نہیں سوا اس بزرگ کے جو تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ میزبان نے متعجب ہو کر سوال کیا کیا آپ کو پرندوں کی زبان کا بھی علم ہے؟ فرمایا ہاں ہمیں پرندوں کی زبان بھی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر چیز عطا کی گئی ہے۔

چرندوں کی زبان

امام ؑ ایک دن ہارون ابن موفق خادم کے ساتھ اپنی زمینوں کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں خیمہ استادہ کیا گیا۔ آپ زمین کی دیکھ بھال کے لئے گھوڑے پر سوار ہو کر گئے اور جب واپس آئے تو بجام فرس کو طناب خیمہ میں باندھ دیا اور ہارون سے مصروف گفتگو ہوئے۔ اس دوران گھوڑے نے ہنہنا کر صدا بلند کی امام ہنسنے لگے اور پھر کچھ گفتگو فرمائی پھر گھوڑے کے بال پکڑ کر فرمایا جا۔ اس نے بجام طناب سے چھڑالی پھاندتا ہوا گیا اور ایک قطعہ زمین پر بول و براز سے فارغ ہو کر پھر واپس پلٹ آیا۔ امام نے ہارون سے فرمایا جو کچھ خداوند عالم نے آل داؤد ؑ کو عطا فرمایا تھا اس سے کہیں بہتر آل محمد ؐ کو عطا فرمایا ہے۔

درندوں کی زبان

بطائنی سے روایت ہے کہ امام مدینے سے باہر اپنے ایک قطعہ زمین پر جا رہے تھے

اثنائے راہ میں ایک شیر ملا۔ میں خوف کے سبب رک گیا لیکن امامؑ بڑھتے رہے۔ شیر نے امامؑ کے سامنے ہمہمہ شروع کیا۔ آپ نے سواری روک لی اور اس کے ہمہمہ کی جانب متوجہ ہو گئے۔ شیر نے اپنے دونوں پیر آپ کی سواری پر رکھ دیئے۔ مجھے نہایت خوف محسوس ہوا۔ اس کے بعد شیر علیحدہ ہو کے مڑا اور امامؑ نے قبلہ کی جانب رخ کر لیا۔ اور آپ کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی۔ پھر آپ نے شیر کو حکم دیا واپس جا۔ شیر نے پھر ایک ہمہمہ بلند کیا۔ امامؑ نے آمین کہی۔ جب شیر نظروں سے اوجھل ہو گیا تو میں حاضر ہوا اور ماجرا پوچھا۔ امامؑ نے فرمایا یہ شیر میرے پاس اس لئے آیا تھا کہ اس کی مادہ ولادت کی مشکل میں گرفتار ہے۔ میں نے اس کے لئے دعا کر دی ہے۔ اس کے یہاں نر بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اسی کی اطلاع بھی اس کو دے دی ہے۔

جنوں سے گفتگو

ابراہیم بن وہب مقام عریض میں آپ کو تلاش کر رہے تھے قصر بنی سراۃ تک پہونچے تو نشیب میں اترنا شروع کیا ناگاہ ایک آواز آئی جس کا کہنے والا دکھائی نہ دیتا تھا کہ جس کو تم تلاش کر رہے ہو وہ قصر کے پیچھے موجود ہے۔ ایسی ہی آواز تین مرتبہ آئی۔ قصر کے پیچھے تالاب میں پچاس سانپ سر اٹھائے دکھائی دیئے جو معلوم ہو رہا تھا کہ باہم گفتگو کر رہے ہیں۔ ابراہیم نے پاؤں زور زور

سے رکھے۔ دفعتہً ان کو امامؑ کے کھنکھارنے کی آواز سنائی دی ابراہیم نے دیکھا کہ ایک سانپ درخت سے لپٹا ہوا آپ سے محو گفتگو ہے یہاں تک کہ وہ درخت سے جدا ہوا اور امامؑ کے کاندھے پر سر رکھ کے کان میں کچھ کہنا شروع کیا۔ دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ امامؑ نے فرمایا کہ میں نے تمھارے درمیان فیصلہ کر دیا ہے جو اس کے برخلاف کرے گا وہ ظالم ہے اور جو دنیا میں ظلم کرے گا اس کے لئے آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔ میں اس پر عقاب کروں گا۔ اس وقت ابراہیم نے خدمت میں عرض کی میں آپ پر فدا ہوں۔ کیا آپ ان لوگوں پر بھی حکمراں ہیں؟ آپ نے فرمایا قسم اس خدا کی جس نے محمدؐ کو نبوت کے ذریعے سرفراز فرمایا اور علیؑ کو وصی مقرر کر کے عزت دی یہ گروہ انسانوں سے زیادہ میرا مطیع ہے علماء نے اس روایت کو محاکمہ قوم جن میں درج کیا ہے۔

عجیب واقعہ

ہارون رشید نے ایک ایسا گروہ مہیا کیا تھا جو مہذب معاشرہ سے تعلق نہ رکھتا تھا۔ اس گروہ کے عادات و اطوار جانوروں سے مشابہ تھے۔ در اصل وہ گروہ امام کو قتل کرانے کے لئے خلیفہ نے مہیا کیا تھا امام جب ہارون کے پاس سے جانے لگتے تھے تو ترجمان کے ذریعے اس گروہ کو حکم دیتا تھا کہ انھیں قتل کر دو لیکن ان لوگوں پر امام کا کچھ

ایسا رعب طاری ہو جاتا کہ وہ قتل پر قادر نہ ہو پاتے۔ ہارون نے امامؑ کے چہرے سے ملتی جلتی ایک لکڑی کی تصویر بنوائی اور اس وحشی گروہ کو شراب پلوا کر ان لوگوں سے کہا اس تصویر پر تلوار سے وار کرو۔ چنانچہ ایسا ہی عمل اس نے ایک عرصہ تک جاری رکھا یہاں تک کہ جب اسے اطمینان ہو گیا تو ایک دن انھیں خوب شراب پلائی اور امامؑ سے اس گروہ کی طرف سے گزرنے کی فرمائش کی۔ حسب عادت وہ چھریاں لے کر امامؑ کی طرف بڑھے امامؑ نے ان سے خود ہی ترکی لغت میں کچھ کہا جسے سن کر انھوں نے اپنی چھریاں پھینک دیں اور آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ ان میں سے ہر ایک عاجزانہ گفتگو کرتا تھا۔ یہاں تک کہ امامؑ اپنی قیام گاہ پر پہونچ گئے۔ ہارون کو اس واقعہ پر سخت حیرت تھی۔ ترجمان نے جب ان سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا تم نے قتل کیوں نہ کیا؟ تو انھوں نے جواب دیا ہم ایسے شخص کو کیسے قتل کر سکتے تھے جو ہر سال ہماری آبادیوں میں جا کر ہمارے مقدمات فیصل کرتا ہے۔ ہماری بگڑی بناتا ہے اور ہمارے مشکلات حل کرتا ہے۔ جب قحط پڑتا ہے تو اسی شخص کے وسیلے سے پانی برستا ہے۔ ہر دشواری کے موقع پر ہم اسی کے دامن میں پناہ لیتے ہیں۔

مختلف زبانیں معتب سے روایت ہے کہ ایک دن امامؑ کے دونوں بھائی محمد و مبارک خدمت

امامؑ میں آئے۔ اس وقت امامؑ ایک ایسی زبان میں گفتگو فرما رہے تھے جو عربی نہ تھی۔ اس درمیان ایک سقلابی غلام حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے اس کی زبان میں کچھ کہا وہ آپ کے فرزند دلبند حضرت امام علی رضاؑ کو لے آیا۔ اسی طرح مختلف غلاموں سے آپ نے ان کی زبانوں میں گفتگو کی اور ہر غلام اپنے ساتھ آپ کے ایک فرزند کو لے آتا تھا۔ امامؑ ہر فرزند کو اپنے بھائیوں سے ملواتے تھے

امامؑ درندوں میں

مہج الدعوات میں فضل بن ربیع سے منقول ہے کہ ایک دن ہارون رشید نے صبح کی شراب نوشی کے بعد حکم دیا کہ علی بن موسیٰ علوی کو قید خانہ سے نکال کر درندوں کے کٹہرے میں ڈال دو۔ میں نے ہارون کے غضب کو فرو کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کم نہ ہوا بلکہ اس نے کہا کہ اگر اس حکم پر عملدرآمد نہ ہوا تو میں تم کو درندوں کے حوالے کر دوں گا۔ میں خدمت امامؑ میں حاضر ہوا اور انھیں صورت حال سے مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا تمھیں جو حکم ہوا ہے اس پر عمل کرو۔ میں خداوند عالم سے مدد چاہتا ہوں یہ کہہ کر آپ میرے ساتھ حرز پڑھتے ہوئے چلے اور وہاں تک پہونچے جہاں کٹہرے میں ۴۰ درندے بند تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر امامؑ کو اس میں داخل کر دیا۔ نصف شب کو ہارون رشید

ـ نے مجھے بلوایا اور کہا کہ کل مجھ سے ایسی خطا سرزد ہوئی ہے جس کے سبب آج میں نے خواب میں ایک گروہ کو دیکھا جن کے ہاتھوں میں ہر قسم کے اسلحے تھے۔ ان کے درمیان ایک بزرگ مثل چاند کے نظر آئے ایک شخص نے مجھ سے کہا یہ امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔ میں اس خیال سے بڑھا کہ آپ کی قدمبوسی کردں۔ آپ نے مجھے ہٹا کر یہ آیت تلاوت فرمائی فهل عسيتم ... الخ (ترجمہ) کیا جب تم والی ملک ہو جاؤ یا تم ایمان سے روگردانی کرو تو تم زمین میں فساد برپا کروگے اور قطع رحم کروگے۔ یہ فرما کر آپ نے میری جانب سے منہ پھیر لیا اور ایک دروازے میں چلے گئے۔ میں خوفزدہ ہو کر چونک پڑا میں نے کہا امیرالمومنین تم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں علی بن موسٰیؑ کو درندوں میں ڈال دوں۔ ہارون رشید نے کہا وائے ہو تجھ پر کیا تو نے ایسا کر دیا میں نے اثبات میں جواب دیا۔ اس نے مجھے صورت حال معلوم کرنے کا حکم دیا۔ میں جب شمع لے کر وہاں گیا تو کیا دیکھا کہ امامؑ نماز میں مشغول ہیں اور تمام درندے حلقہ کئے ہوئے امامؑ کے گرد موجود ہیں۔ یہ منظر ہارون رشید نے بھی دیکھا اور آپ کو بعزت و احترام وہاں سے نکال کر لایا۔

اس روایت کو مہج الدعوات میں سید نے بیان کر کے فرمایا ہے کہ معلوم ہوتا ہے یہ واقعہ امام موسی کاظمؑ کا ہے کیونکہ آپ ہی ہارون رشید کے قید خانے میں محبوس تھے نہ کہ امام علی رضاؑ

علیہ السلام ۔ مسعودی نے بھی مروج الذہب میں درج کیا ہے کہ ہارون کے حکم سے امام موسیٰ کاظمؑ کو یحییٰ بن خالد نے درندوں کے کٹہرے میں ڈالا تھا۔

قیدخانے میں امتحان

ہارون رشید نے ایک دن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی عفت کا امتحان لینے کے لئے ایک انتہائی حسین وجمیل کنیز کو قیدخانہ میں بھیجا۔ اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ امامؑ اس کی جانب متوجہ ہوں اور ہارون کو موقع مل جائے کہ رائے عامہ کو آپ کے خلاف ہموار کرے۔ ہارون نے کچھ مدت کے بعد ایک شخص کو دریافت حال کے لئے بھیجا اس نے یہ حیرتناک ماجرا دیکھا کہ عبادت امامؑ کا اثر اس کنیز پر بھی ہوچکا ہے اور وہ سجدے میں پڑی ہوئی ہے ۔ اور قدوس قدوس سبحانک سبحانک کہہ رہی ہے ۔ یہ حال جب ہارون کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے کہا موسیٰ بن جعفرؑ نے اس عورت پر سحر کردیا ہے ۔ کنیز جب حاضر دربار کی گئی تو اس کی عجب حالت تھی سارے بدن میں تھرتھری تھی اور نگاہیں عالم تحیر میں جانب فلک اٹھ کر رہ گئی تھیں۔ ہارون نے اس سے احوال پوچھا اس نے بیان کیا میں خدمت امامؑ میں حاضر ہوئی اور وہ مسلسل مشغول نماز تھے ۔ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیح وتقدیس الٰہی

میں مصروف ہوئے تو میں نے عرض کی میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ کوئی حاجت ہو تو بیان فرمایئے۔ امامؑ نے انکار کیا۔ میں نے اصرار کیا تو آپ نے اشارہ فرمایا کہ پھر یہ کس لئے ہیں؟ میں نے جب اس جانب نظر کی تو ایک وسیع و عریض باغ نظر آیا تا حد نظر پھول اور شگوفے کھلے ہوئے تھے۔ اس میں بے مثل نشست گاہیں تھیں جن میں حریر و دیبا کے منقش فرش بچھے ہوئے تھے۔ میں نے اس باغ میں ایسے غلام اور لونڈیاں دیکھیں جن کا ایسا حسن و جمال اور لباس میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ میں نے یہ منظر دیکھا اور بے ساختہ سجدے میں گر پڑی یہاں تک کہ اس خادم نے مجھے سجدے سے اٹھایا۔ یہ عورت تاحیات نماز و عبادات میں مشغول رہی۔ جب اس سے کسی عمل کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتی تھی میں نے اس طرح عبد صالح کو یہ عمل انجام دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ لوگوں نے پوچھا لقب عبد صالح کا علم تجھ کو کس طرح ہوا۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس باغ کی کنیزوں نے مجھ سے کہا تھا اس عبد صالح کے پاس سے ہٹ جا۔ ہم اس کی خدمت کے لئے موجود ہیں۔ مناقب میں ہے کہ امام کی رحلت کے کچھ عرصہ قبل اس کنیز نے اسی حالت میں وفات پائی۔

غیب دانی

امام موسی کاظم علیہ السلام بھی مثل آبا و اجداد کے غیب کے

علوم جانتے والے تھے۔ جس کے ثبوت میں متعدد واقعات پیش کیے جا سکتے ہیں مگر یہاں اختصار مدنظر ہے۔ ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کے ذریعے امامؑ تک سو اشرفیاں بھجوائیں۔ لے جانے والے شخص نے ان کو اس وقت گنا نہیں جب بعد میں شمار کیا تو صرف ننانوے (۹۹) اشرفیاں تھیں۔ روایح المصطفےٰ میں ہے کہ اس نے مجبوراً ایک اشرفی اس میں شامل کی اور امامؑ کی خدمت میں یہ امانت پیش کردی۔ امامؑ نے ان اشرفیوں میں سے ۹۹ لے لیں اور ایک اس کو واپس کردی پھر فرمایا: بھیجنے والے نے کہا تو سو تھا لیکن اس نے تول کر اشرفیاں بھیجی تھیں گن کر نہیں۔ لہٰذا وہ درحقیقت ننانوے (۹۹) تھیں۔

خلیفہ ہارون نے اپنے وزیر علی بن یقطین کو بطور خلعت قیمتی کپڑے دیے۔ علی بن یقطین بباطن شیعہ تھے۔ انھوں نے یہ کپڑے امامؑ کی خدمت میں بھجوا دیے۔ امامؑ نے یہ کہہ کر انھیں واپس فرمادیا کہ ان کپڑوں کو اپنے پاس رکھو کام آئیں گے۔ علی بن یقطین نے ایک دن اپنے ایک غلام سے ناراض ہو کر اسے نکال دیا۔ اس غلام کو یہ علم تھا کہ ہارون کا دیا ہوا خلعت وزیر نے امامؑ کو بھجوا دیا ہے۔ لیکن اس کو یہ علم نہیں تھا کہ امامؑ نے اسے واپس فرمادیا ہے۔ اس غلام نے ہارون رشید سے شکایت کی کہ علی بن یقطین شیعہ ہیں اور ثبوت میں اس نے امامؑ کو خلعت بھیجنے کا حوالہ دیا۔ ہارون نے غضبناک ہو کر وزیر موصوف کو بلوایا اور اس خلعت کو طلب کیا۔ علی بن یقطین نے وہیں

بیٹھے بیٹھے ایک غلام کو حکم دیا کہ فلاں صندوق سے مذکورہ خلعت نکال لاؤ۔ اس نے وہ خلعت لاکر حاضر کر دیا۔ ہارون نے جب دیکھا کہ یہ وہی خلعت ہے تو اس کا غضب زائل ہوگیا۔

علی بن یقطین کا دوسرا واقعہ

اگرچہ ہارون رشید کے وزیر علی بن یقطین راسخ العقیدہ شیعۂ علیؑ تھے لیکن بحالت تقیہ زندگی بسر کرتے تھے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے انھیں منصب وزارت پر باقی رہنے کی خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ ان میں اور ان کے بعض اصحاب محمد بن فضل محمد بن اسماعیل وغیرہ میں مسح کے بارے میں کچھ اختلاف ہوا۔ علی ابن یقطین نے امامؑ کو خط لکھ کر صحیح مسئلہ دریافت کیا آپ جواب میں جس اختلاف کا ذکر کیا ہے اسے میں سمجھا لیکن میرا خط ملتے ہی اس انداز سے وضو کرنا جس طرح میں لکھ رہا ہوں اور آپ نے من وعن وضو کی وہ ترکیب لکھ دی جو سواد اعظم میں رائج ہے اور مخالف فقہ اہلبیتؑ ہے۔ علی ابن یقطین کو بہت تعجب ہوا لیکن امامؑ کی اطاعت میں انھوں نے بتائے ہوئے طریقے پر وضو کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران خلیفہ ہارون رشید تک پھر یہ شکایت پہونچی کہ علی ابن یقطین شیعہ ہیں۔ اور تیرے مخالف ہیں۔ ہارون نے کہا اب تک جب بھی اس بات کی شکایت کی گئی میں نے جانچ پڑتال

لیکن ہیں سانے علی ابن یقطین کی کوئی ایسی بات گرفت نہیں کی جس سے ان کا شیعہ ہونا اور میرا مخالف ہونا ثابت ہو۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ رافضی اہلسنت کے طریقہ وضو سے اختلاف رکھتے ہیں۔ لہٰذا علی بن یقطین کو وضو میں آزمانا چاہیئے۔ یہ رائے ہارون نے پسند کی اور علی ابن یقطین کے سپرد بعض کام ایسے کر دیے کہ وہ بادشاہ کے قریب ہی رہیں لیکن بادشاہ ان سے تغافل بھی ظاہر کرتا رہا۔ علی ابن یقطین نے نماز کے لئے ایک حجرہ مخصوص کر لیا تھا۔ ایک دن جب نماز کا وقت آیا اور علی ابن یقطین اس حجرہ میں وضو کرنے کے لئے گئے تو ہارون نے چھپ کر دیکھنا شروع کیا کہ وہ کیسے وضو کرتے ہیں۔ اس نے دیکھا کہ علی ابن یقطین اسی طریقے پر وضو کر رہے ہیں جو اس کا طریقہ ہے۔ جب وضو تمام ہوا تو ہارون سے ضبط نہ ہو سکا۔ سامنے آ کر کہنے لگا: اے علی! جو تمہیں رافضی کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اس واقعہ کے بعد ہارون کا اعتبار علی ابن یقطین پر بہت زیادہ ہو گیا۔ ادھر امامؑ کا ایک خط علی بن یقطین کے پاس پہونچا کہ علی ابن یقطین اب اس طرح وضو کیا کرو جس طرح خدا نے حکم دیا ہے ایک مرتبہ بہ نیت واجب اور دوسری مرتبہ بہ نیت استحباب منہ کو دھوؤ، دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سے دھوؤ اپنے سر کے اگلے حصہ اور دونوں پاؤں کی پشت پر وضو سے باقی رہ جانے والی تری سے مسح کرو۔ اب تمہارا عمل اسی طریقہ پر ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ جس چیز سے تمہیں خطرہ تھا وہ وقت گزر گیا۔

وصی کا تقرر

سلیمان بن حفص مروزی ایک روز خدمت امامؑ میں حاضر ہوا۔ اس کے دل میں یہ تھا کہ میں آپ سے آپ کے وصی کے بارے میں سوال کروں گا۔ ابھی سلیمان نے سوال کیا بھی نہیں تھا کہ امامؑ نے فرمایا میرا بیٹا علیؑ میرے بعد تمام خلق پر حجتِ خدا ہے۔ وہ میرے تمام فرزندوں میں اعلم و افضل ہے۔ تم میرے بعد اس کی امامت پر گواہی دینا۔ میرے دوستوں کو پہنچوا دینا اور جو لوگ میرے جانشین کے بارے میں دریافت کریں ان سے یہ خبر بیان کر دینا۔

موت کی خبر

عبداللہ بن یحییٰ عاملی حج کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے امامؑ نے فرمایا اس سال جہاں تک ممکن ہو عمل خیر کر لو کیونکہ تمہاری موت قریب ہے۔ عبداللہ رونے لگے۔ آپ نے فرمایا روتے کیوں ہو؟ عبداللہ نے عرض کی میں آپ پر فدا ہوں کیونکر نہ روؤں کہ آپ نے میری موت کی مجھے خبر دی ہے۔ فرمایا تمھیں تو خوش رہنا چاہیئے اس لئے تم ہمارے دوستوں میں سے ہو اور تمہارا انجام بخیر ہوگا۔ اس خبر کے تھوڑے دنوں کے عبداللہ نے انتقال کیا۔

مال کی واپسی

شعیب عقرقوفی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے غلام مبارک کو دو سو دینار دے کر امامؑ کی خدمت میں روانہ کیا اور اسے ایک خط بھی دیا۔ غلام مدینہ پہونچا تو معلوم ہوا امامؑ مکہ تشریف لے گئے ہیں۔ معتب غلام امامؑ نے کہا کہ خط مجھے دے اور تجھے حکم یہ ہے کہ منیٰ کے مقام پر خدمت امامؑ میں حاضر ہو۔ وہاں جاکر دینار امامؑ کی خدمت میں پیش کرنا۔ غلام خدمت امامؑ میں حاضر ہوا اور مالک کا بھیجا ہوا مال پیش کیا۔ امامؑ نے اس میں سے کچھ مال لے لیا اور باقی یہ کہہ کر واپس کردیا کہ شعیب سے کہہ دینا کہ یہ مال جہاں سے اٹھایا ہے وہاں رکھدینا صاحب مال کو حاجت ہوگی۔ مبارک نے مالک سے احوال پوچھا اس نے کہا میں نے اپنی زوجہ سے پچاس دینار طلب کئے تھے تاکہ دو سو دینار مکمل کر کے خدمت امامؑ میں بھیجوں۔ وہ راضی نہ تھی بلکہ کہتی تھی کہ مجھے فلاں بن فلاں سے مزرعہ خریدنا ہے۔ میں نے اس کے کہنے کی پروا نہیں کی اور اس کی لاعلمی میں میں نے اس کے مال سے پچاس دینار نکال لئے۔ شعیب نے جب واپس شدہ دینار شمار کئے تو وہ پچاس تھے نہ کم نہ زیادہ۔

ابوبصیر کی خبر موت

ابوبصیر امام موسیٰ کاظمؑ کے ساتھ مدینہ سے عراق جارہے تھے

امامؑ نے ابو بصیر کے شاگرد علی ابن حمزہ بطائنی کو کچھ کام بتائے کہ کوفہ پہونچ کر یہ کرنا۔ ابو بصیر کے مزاج پر یہ بات بار ہوئی کہ میرے ہوتے ہوئے میرے شاگرد کے سپرد کام کئے گئے۔ وہ پاس ادب میں کچھ کہہ تو نہ سکے لیکن وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ دوسرے روز ابو بصیر کو بخار چڑھ آیا۔ اس وقت علی بن حمزہ کو بلا کر کہا کہ اب میں نے جانا کہ حضرتؑ تم سے کیوں مخاطب تھے۔ انھیں علم ہے کہ میں کوفہ نہ جاؤں گا۔ یہیں فوت ہوں گا۔ جو بدگمانی میرے دل میں حضرتؑ کی طرف سے پیدا ہوئی اس کے لئے میں توبہ و استغفار کرتا ہوں میں فوت ہوں تو تم میرے فلاں فلاں کام کرنا۔ یہ وصیت کر کے ابو بصیر منزل زبالہ ہی میں انتقال فرما گئے۔

اسحاق کی خبر موت

اسحاق بن عمار سے یا بروایت خرائج اسحاق بن منصور سے روایت ہے کہ میں خدمت امامؑ میں حاضر تھا۔ ایک مرد وہاں آیا آپ نے اسے بعلم امامت آگاہ فرمایا کہ ایک مہینے کے بعد تیرا انتقال ہو جائے گا۔ میرے دل میں آیا گویا یہ اپنے شیعوں کی موت سے بھی آگاہ ہیں۔ حضرتؑ نے دل کی بات سے آگاہ ہو کر فرمایا اس میں انکار کی کیا بات رشید حجری مستضعفین میں سے تھے لیکن وہ علم منایا و بلایا سے واقف تھے۔ امامؑ اس سے بہر حال اعلم ہے۔ پھر فرمایا اے اسحاق تم تقریباً

دو سال کے بعد مر گئے اور تمہارے اہل و عیال بہت پریشان و مفلس ہو جائیں گے۔ پورے دو سال نہ ہونے پائے تھے کہ اس نے قضا کی اس کے ایک مہینے کے بعد اس کے بھائی نے قضا کی۔ بہت سے گھر والے بھی مر گئے باقی مفلس ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ خیرات پر بسر اوقات کرتے تھے۔

ان واقعات کے علاوہ بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں امامؑ نے مرنے والوں کی موت کی خبر دی ہے۔ جب ہارون رشید نے آپ کو زہر دیا ہے تو خود اپنی موت کی اطلاع اس طرح دی تھی: (ترجمہ) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اس (ہارون) نے مجھے سات عدد زہر آلود کھجوریں کھلائی ہیں۔ کل میرا رنگ سبز ہو جائے گا اور پرسوں اس دار فانی سے چلا جاؤں گا۔ (کافی جلد ۱)

اصول کافی میں امام ہفتمؑ کا یہ قول بھی نقل ہوا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے (ترجمہ) اور آسمان و زمین میں کوئی ایسی پوشیدہ بات نہیں جو واضح و روشن کتاب میں موجود نہ ہو (سورہ نمل آیت ۷۵) دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے (ترجمہ) پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث ان بندوں کو بنایا جن کو ہم نے منتخب کر لیا۔ (سورہ فاطر آیت ۳۲)

پھر امامؑ نے فرمایا:

ہم اللہ کے منتخب بندے ہیں اور وہ کتاب جس میں تمام چیزوں کا علم ہے ہمیں وراثت میں دی گئی ہے۔

مُردے کا زندہ کرنا

ایک دن امام مقام منیٰ سے گزر رہے تھے کیا دیکھا کہ عورت بیٹھی ہوئی رو رہی ہے۔ اس کے گرد اس کے بچے رو رہے ہیں۔ آپ نے پوچھا کنیز خدا رونے کا سبب کیا ہے؟ اس نے عرض کی میرے ایک گائے تھی جو میرے اور میرے بچوں کے گزر اوقات کا ذریعہ تھی وہ مرگئی ہے اور میں بے سہارا ہوگئی ہوں۔ امام نے فرمایا کیا میں اُسے زندہ کر دوں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے ایک گوشے میں دو رکعت نماز پڑھی پھر دست دعا بلند کئے، لبوں کو کچھ جنبش ہوئی اسکے بعد اٹھ کر آپ اس مردہ گائے تک آئے اسے ایک ٹھوکر ماری، وہ گائے اٹھ کر کھڑی ہوگئی وہ عورت پکار اٹھی بیشک یہ عیسیٰؑ بن مریمؑ ہیں۔

علی ابن حمزہ کے ساتھ ایک دن آپ مدینہ سے باہر صحرا کی جانب تشریف لئے جا رہے تھے۔ درمیان راہ ایک شخص روتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کا سب سامان ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ اور اس کی سواری کا گدھا مرا پڑا تھا۔ آپ نے اس سے احوال پوچھا۔ اس نے عرض کی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ حج کے لئے جا رہا تھا میرا گدھا مرگیا۔ اس لئے میں یہاں رہ گیا، میرے دیگر ساتھی چلے گئے۔ میں پریشان ہوں کہ کیا کروں میرے پاس اب کوئی سواری نہیں ہے۔

امامؑ اس گدھے کے پاس تشریف لائے۔ دہنِ اقدس سے کچھ کہا۔ وہاں پڑی ہوئی ایک شاخ سے اس گدھے پر مارا اور اُٹھنے آواز دی فوراً وہ گدھا کھڑا ہو گیا۔

دشمنانِ آلِ رسولؐ کا انجام

داؤد رقی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی فرزند رسولؐ مجھے دشمنان امیر المومنینؑ اور دشمنان اہلبیت نبوتؑ کے انجام سے مطلع فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اے داؤد تم ان کا انجام دیکھنا چاہتے ہو یا سننا؟ داؤد نے عرض کی میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اپنے وصی و جانشین حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کو حکم دیا کہ ایک لکڑی لا کر پتھر پر مارو اور داؤد کو دشمنان اہلبیتؑ کا انجام دکھاؤ۔ امامؑ نے لکڑی زمین پر ماری۔ زمین میں شگاف پیدا ہوا اور ایک بحر اسود ظاہر ہوا آپ نے دوسری ضرب پانی پر ماری اس سے دریا شق ہوا اور ایک سیاہ پتھر ظاہر ہوا تیسری ضرب اس پتھر پر لگائی جس سے ایک دروازہ ظاہر ہوا۔ دروازے سے ایک گروہ برآمد ہوا جس کی کثرت کی کوئی حد نہیں تھی ان لوگوں کے چہرے سیاہ آنکھیں کرنجی لوہے کے طوق و زنجیر میں وہ جکڑے ہوئے تھے اور جناب رسالت مآبؐ کا نام لے کر وہ چلا رہے

تھے۔ موکلان جہنم ان پر کوڑے برسا رہے تھے اور کہہ رہے تھے تم جھوٹے ہو تم سے رسول اللہؐ سے کیا تعلق۔ نہ وہ تمہارے ہیں اور نہ تم ان کے ہو۔ داؤد رقی نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا جبت وطاغوت اور رجس لعین ابن لعین ہیں۔ ایک ایک کو آپ نے گن کر بتلایا یہاں تک کہ اصحاب سقیفہ، اصحاب فتنہ وبنی ازرق و اوزاع اور بنی امیہ تک کو بیان فرمایا پھر آپ نے پتھر کو حکم دیا کہ جس طرح پہلے تھا اسی طرح ہو جائے۔

ایک اہم مسئلہ

بخشش وشفاعت کے سلسلے میں اکثر مختلف نظریات وخیالات کا اظہار ہوتا رہتا ہے اور اس ذیل میں بہت سے لوگ افراط وتفریط کا شکار ہو کر راہ صواب سے بھٹک جاتے ہیں۔ ذیل کی روایت میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ان تمام مسائل کو قرآن واحادیث کی روشنی میں اس طرح حل فرمایا ہے کہ کسی مومن وعاقل کے لئے میانہ روی کو ترک کرنے کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

محمد ابن عمیر نے ایک دن امامؑ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "خدا آتش جہنم میں کافروں کے سوا کسی کو ہمیشہ نہیں رکھے گا" وہی لوگ ہمیشہ آگ میں جلیں گے جو اہل جحود تھے یا جن کا شعار ضلالت و گمراہی تھا۔ لیکن وہ اہل ایمان جنھوں نے گناہان کبیرہ سے اجتناب کیا تھا ان سے گناہان صغیرہ کی بازپرس (سرزنش) نہ ہوگی۔ کیونکہ

خداوند عالم نے فرمایا " ان تجتنبوا الکبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلاً کریما (اگر تم ان گناہان کبیرہ سے اجتناب کروگے جن سے روک دیے گئے ہو تو ہم تمہارے دیگر گناہوں کا کفارہ دے دیں گے اور تمہیں ایک مقام بزرگ میں داخل کریں گے۔) محمد ابن عمیر نے عرض کی پھر شفاعت کن گناہگاروں کی ہوگی؟ فرمایا مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے اپنے آبائے کرام سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جناب امیر المومنینؑ نے حضرت رسولؐ خدا سے یوں سنا کہ میری شفاعت میری امت میں سے ان لوگوں کے لئے ہے جو گناہان کبیرہ (علاوہ ان گناہان اکبر الکبائر کے جن کا مرتکب از روئے قرآن واحادیث دین و ایمان سے خارج ہے) کے مرتکب ہوئے ہوں گے لیکن وہ لوگ جنہوں نے اچھے کام انجام دیے ہوں گے ان کے لئے کوئی خوف نہیں۔ محمد نے عرض کی فرزند رسولؐ بھلا اہل کبائر کی شفاعت کیسے کی جا سکتی ہے؟ حالانکہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے " ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ لہم وھم من خشیتہ مشفقون (وہ لوگ جو شفاعت کرنے کا اختیار رکھتے ہیں وہ لوگ صرف انہیں لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے جو خدا کے پسندیدہ اور اس سے ڈرتے رہے ہیں) اور یہ بات ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ گناہان کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے ایسے نہیں ہو سکتے کہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوں فرمایا اے ابو محمد ایسا کوئی مومن نہیں جو گناہ کرکے نادم و شرمندہ نہ ہو

اور ہر ایک مومن کو گناہ برا معلوم ہوتا ہے۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ندامت توبہ کرنے والے کے لئے کافی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ شخص جس کو نیکی اچھی معلوم ہو اور بدکاری بری معلوم ہو وہ مومن ہے۔ تو ایسا شخص جو گناہ کرنے کے بعد نادم نہ ہو وہ مومن نہیں اور نہ اس کے لئے شفاعت ہے اور اس کا شمار ظالموں میں ہوگا۔ خدائے عزوجل کا ارشاد ہے ما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع (ظلم کرنے والوں کا نہ کوئی دوست ہے نہ ان کا کوئی شفیع ہے جو قابل اطاعت ہو یعنی جس کی بات سنی جائے)۔

محمد نے عرض کی وہ شخص جو گناہ کرنے کے بعد نادم نہ ہو وہ اہل ایمان میں سے کیوں نہیں شمار کیا جاتا؟ فرمایا کہ ایسے گناہ پر خدا سزا دیتا ہے تو وہ ضرور اپنے کئے پر نادم ہوگا اور جب اسے ندامت ہو تو وہی اس کے لئے توبہ ہو جائے گی اس وجہ سے وہ مستحق شفاعت ہوگا۔ اور جو شخص نادم نہ ہوگا وہ اس گناہ پر اصرار کرے گا اور بار بار گناہ کرنے والے کے لئے مغفرت نہیں کیونکہ وہ (گویا) گناہ کی سزا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اگر وہ عقوبت گناہ پر ایمان رکھتا تو ضرور اپنے فعل پر اسے ندامت ہوتی۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر استغفار ہو تو گناہ کبیرہ کبیرہ نہیں رہتا اور اگر گناہ پر اصرار ہو تو گناہ صغیرہ صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ وہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی گناہ کبیرہ پر اصرار کرے نڈر ہو کر گناہ کبیرہ کا ارتکاب پے در پے کرتا رہے تو ایسے شخص کی شفاعت

نجات کے امکانات محال کی منزل میں آجائیں گے) رہ گیا خدا کا یہ قول فلا یشفعون الا لمن ارتضیٰ اس سے مراد یہ ہے کہ شفیعانِ روزِ محشر اسی شخص کی شفاعت کریں گے جس کے دین کو خدا نے پسند فرمایا ہوگا۔ ایسا شخص اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے کیونکہ وہ روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔

امام علیہ السلام کی یہ گفتگو بہت قیمتی ہے۔ مومنین اس گفتگو کی حقیقت اور اس کی گہرائیوں پر غور فرمائیں اسی میں ان کی بھلائی اور نجات ہے مومن کی پہچان یہ بتائی گئی ہے کہ وہ خوف و رجا کے درمیان رہتا ہے۔ کبھی اسے گناہوں کی سزا کا خوف ہوتا ہے اور کبھی بخشش کی امید بندھتی ہے۔ نہ وہ مستقل سزا سے بے خوف ہوتا ہے اور نہ ہی وہ بخشش سے مایوس ہوتا ہے۔

ہارون کی خفت

ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ ہارون رشید حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ آیا اور روضۂ رسولؐ پر حاضر ہوا۔ اس وقت اس کے اردگرد قریش و قبائل کثیر تعداد میں موجود تھے۔ ہارون نے حاضرین پر اپنی فضیلت ظاہر کرنے کے لئے قبر رسولؐ کی جانب مخاطب ہو کر کہا السلام علیک یا رسول اللّٰہ یا ابن عم اے رسول اللہ اے میرے چچا کے فرزند آپ پر میرا اسلام ہو اس کے فوراً بعد

امام موسیٰ کاظمؑ نے ضریح اقدس کی جانب رُخ کر کے ارشاد فرمایا السلام علیک یا ابت اے پدر بزرگوار آپ پر میرا سلام ہو۔ یہ سن کر ہارون رشید کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ اسے ایسی ذلت محسوس ہوئی کہ وہ ضبط نہ کر سکا۔ اسی حسد میں اس نے امامؑ کو اپنے ہمراہ لے جا کر قید کر دیا۔

ابن حجر نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہارون نے آپ سے پوچھا آپ کس دلیل سے کہتے ہیں کہ آپ رسولؐ خدا کی ذریت ہیں؟ حالانکہ آپ حضرت علیؑ کی اولاد ہیں۔ اور ہر شخص اپنے دادا کی اولاد کہا جاتا ہے نانا کی اولاد نہیں کہا جاتا۔ حضرت نے یہ آیت پڑھی ومن ذریتہ داودؑ و سلیمان و ایوب الی اخرال وعیسیٰ ولیس لہ اب ابراہیمؑ کی ذریت سے داؤد و سلیمان و ایوب تھے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کے نام تک پہونچے تب فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے تو کوئی باپ نہ تھا (ماں کے سبب ذریت آدم کہلائے) پھر آپ نے آیت مباہلہ تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو سوائے علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ کے کسی کو نہیں بلایا اور مصداق ابناءنا حضرت حسنؑ و حسینؑ ہی رسولؐ اللہ کے بیٹے قرار پائے۔ حضرت کا یہ جواب سن کر ہارون رشید لاجواب ہو کر رہ گیا۔

ہشام کے سوالات کے جوابات

ایک مرتبہ ہشام ابن حکم نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز

کی ابتدا میں سات تکبیریں کیوں ہیں؟ رکوع میں سبحان ربی العظیم
بحمدہٖ اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہٖ کیوں کہا جاتا ہے؟
آپ نے فرمایا جب حضرت رسول خدا شب معراج آسمان پر تشریف
لے گئے تو حضرتؐ کی آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹنا شروع ہو گئے
جب پہلا پردہ ہٹا تو آپ نے تکبیر کہی، دوسرا اٹھا تو دوسری تکبیر کہی،
اسی طرح سات پردے ہٹنے پر سات تکبیریں کہیں۔
اس کے بعد جب آپ نے عظمت الٰہی کا مشاہدہ فرمایا تو رکوع
میں جا کر سبحان ربی العظیم وبحمدہٖ فرمایا پھر جب رکوع سے اٹھے
اور عظمت الٰہی کو پہلے سے بھی بلند مقام پر دیکھا تو فوراً سجدے
میں گر گئے اور سات مرتبہ سجدے میں کہا سبحان ربی الاعلیٰ و
بحمدہٖ۔

صفات امامؑ

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے آباؤ اجداد کی بردش
عبادت پر زیادہ سے زیادہ وقت عبادت الٰہی میں صرف فرماتے
تھے۔ قید خانے میں بعد نماز صبح طلوع آفتاب تک اوراد و وظائف
میں مصروف رہتے اس کے بعد زوال تک سجدے میں رہتے نماز ظہر

اور پھر نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک سجدے میں رہتے۔ نماز مغرب پڑھ کر عشا کی فضیلت کے وقت تک مشغول وظائف رہتے۔ عشا کی نماز اور اوراد و وظائف کے بعد روزہ افطار فرماتے۔ تھوڑی دیر آرام فرماتے اس کے بعد نماز شب کے لئے آمادہ ہو جاتے

جرأت و ہمت زمانہ حج میں خلیفہ مہدی نے آپ کو طلب فرمایا۔ آپ نماز میں مشغول تھے۔ بعد فراغت نماز غلام سے طلبی کا پیغام ملا۔ آپ نے فرمایا مہدی سے جاکر کہہ دینا کہ میں اس جلیل القدر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوں جو تمام عالموں کا خالق و مالک ہے بعد فراغت حج دیکھا جائے گا۔ اس جواب سے خلیفہ مہدی آپ کے درپے آزار ہوا اور آپ کو لے جاکر قید کر دیا۔

زہد آپ کا زہد مثالی تھا۔ تقریباً ۱۵ سال تک قید میں رہے قید خانہ کے تمام لوگ آپ کی زاہدانہ زندگی پر حیرت زدہ تھے ہارون رشید کہتا تھا کہ میں نے بنی ہاشم میں موسیٰ ابن جعفر سے زیادہ کسی کو زاہد نہیں پایا۔

سخاوت بنی ہاشم کی سخاوت کی مثال کہیں ڈھونڈھے نہیں ملتی۔ بالخصوص اہلبیت اطہار علیہم السلام کی سخاوت تو ہمیشہ سے مثالی رہی ہے۔ ایک سائل نے آپ کی خدمت میں عرض کیا میں چار سو درہم کا مقروض ہوں۔ آپ نے یہ رقم اس کو عطا فرمائی۔ اس نے لباس کے بوسیدہ ہو جانے کا شکوہ کیا آپ نے

اسے اپنا لباس عطا فرمایا۔ اس نے سواری کی خواہش کی آپ نے اسے
گھوڑا عنایت فرمایا اس نے راستے کی لاعلمی کا اظہار کیا آپ نے اسکے
ساتھ اپنا ایک غلام کر دیا۔ اس نے عرض کی مولا مجھے ان چیزوں کی
ضرورت نہیں۔ میں تو اہلبیتؑ کی سخاوت کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔
اس نے آپ کی خدمت میں پانچ ہزار درہم پیش کئے آپ نے اسی
وقت یہ رقم مستحقین کے درمیان تقسیم کر دی۔

صبر

روضۃ الصفا میں ہے کہ نسل خلیفہ دوم سے ایک شخص حاکم
مدینہ تھا وہ آبائی طور سے دشمن اہلبیتؑ اظہارہ تھا امیر المومنین
علیہ السلام کو سخت برا بھلا کہا کرتا اور امام موسیٰ کاظمؑ کو ہر ممکن
ایذا پہونچاتا اس کی ایذا رسانیوں پر آپ ہمیشہ صبر فرماتے
لیکن آپ کے چاہنے والوں سے حاکم کا یہ سلوک دیکھا نہ گیا۔
تو اس کے قتل پر آمادہ ہوئے آپ نے انھیں روکا ان کا اصرار
ہوا کہ آپ خود انتقام لیجئے۔ اب اس کا رویہ ناقابل برداشت
ہے۔ آپ سے جب بہت اصرار ہوا تو آپ ایک گھوڑے پر
سوار ہوکر اس کی قیام گاہ کے قریب اس کے ایک شاداب کھیت
پر گئے اور اس کو گھوڑوں کے سموں سے روندنا شروع کیا حاکم
برہم ہوکر نکلا آپ کو برا بھلا کہتا رہا اور آپ اپنے اس کام میں
مصروف رہے۔ بعد میں اس تک تشریف لائے پوچھا اس کھیتی
پر تمہارا کیا خرچ ہوا اس نے کہا دو سو دینار آپ نے اسے تین سو

دینار دیے اور فرمایا اس بار تمہارے اس کھیت کی پیداوار توقع سے کہیں زیادہ ہوگی اور پھر حاکم نے ایک دن دیکھا کہ ایک فرد اہلبیتؑ کے قدموں کی برکت سے اس کا پامال شدہ کھیت کتنا زرخیز ہوگیا۔ اس کرامت سے وہ آپ کا گرویدہ بن گیا۔

عفو حضرت کے عفو مہربانی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ سندی بن شاہک کی حراست میں تھے اور اس نے آپ پر نگہبان ایک تند خو غلام کو مقرر کیا تھا جو آپ کو اذیت دیتا رہتا اور آپ اس کی غلطیوں کو دامن عفو میں جگہ دیتے رہتے یہاں تک کہ وہ آپ کا انتہائی عقیدت مند بن گیا۔ جب ہارون رشید نے اس کے نرم رویہ کی خبر پاکر اس سے محاسبہ کیا تو اس نے کہا مجھے قتل ہو جانا گوارا ہے مگر اپنے امام کے مزاج کے خلاف کوئی کام گوارا نہیں۔

مہربانی ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی حاکم مدینہ مجھے بہت اذیت دیتا ہے آپ اس سے میری سفارش فرمادیں آپ کبھی حاکم کے یہاں نہیں جاتے تھے۔ لیکن اس کی خاطر سے حاکم تک گئے۔ اس کی سفارش فرمائی اور حاکم کچھ اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اس شخص کے سلسلے میں اپنا رویہ بدل دیا۔

رحم علی بن حمزہ نے ایک غریب سید کو کچھ فروخت کرتے ہوئے دیکھا اس کی غربت سے یہ متاثر ہوئے امامؑ کی خدمت میں آئے ابھی کچھ کہہ نہیں پائے تھے کہ امامؑ نے ان کے ذریعہ اس غریب سید کو ۱۰۰ درہم بھجوائے

جب علی بن حمزہ نے اپنے دل کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے علی ہم اپنے خاندان سے غافل نہیں رہتے بلکہ صلۂ رحم کو واجب جانتے ہیں۔ یہ رقم جب عزیب سید کو پہونچی تو وہ گریہ کرنے لگا۔ علی بن حمزہ نے سبب پوچھا اس نے بتایا امامؑ نے فرمایا تھا جب میں علی بن حمزہ کے ذریعے تم تک پیغام بھیجوں تو سمجھ لینا تمہاری موت نزدیک ہے۔

غلام نوازی آپ اپنے غلاموں اور کنیزوں پر ہمیشہ مہربانی کرتے رہتے آپ کی ایک کنیز سخت بیمار پڑی۔ دوسرے اس کی تیمارداری سے گھبرا گئے لیکن صبح و شام امام اس کی تیمار داری میں مصروف رہتے جب اس نے انتقال کیا تو امامؑ اس کی میت پر اشکبار ہوئے اور اپنے عزیزوں کی طرح اس کی تجہیز و تکفین کے فرائض ادا فرمائے۔

امام ہشتمؑ کے حکیمانہ ارشادات

(۱) نعمات خدا کا تذکرہ بمنزلۂ شکر ہے اور اس ذکر کا ترک کرنا کفرانِ نعمت ہے پس نعمات خدا کو شکر کے ساتھ ربط دو ادائے زکوٰۃ سے اموال کو محفوظ کرو۔

(۲) بلاؤں کو دعا کے ذریعے دفع کرو یقیناً دعا نجات دینے والی سپر ہے یہ بلاؤں کو دور کرتی ہے۔ ہر چند کہ وہ ایذا پر آئی ہوئی ہو۔

(۳) خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ہر روز و شب ایک منادی ندا دیتا ہے اے بندگان خدا نافرمانی خدا سے باز آؤ۔ اگر بہائم چرند

اطفال شیر خوار و پیران رکوع کنندہ نہ ہوتے تو تم پر ایسے عذاب نازل ہوتے کہ تم کو ریزہ ریزہ کر ڈالتے۔

(۴) مومن کی موت پر ملائکہ اس پر گریہ کرتے ہیں اور زمین کے وہ خطے جن پر وہ عبادت خدا بجا لاتا تھا اور دروازہ ہائے آسمان جہاں سے اس کے اعمال اوپر جاتے تھے اس پر روتے ہیں۔ اسلام میں (مومن کی موت سے) ایسا رخنہ پڑتا ہے کہ کوئی اس کو بند نہیں کر سکتا کیونکہ مومنین قلعہ ہائے مستحکم اسلام ہیں جیسے کہ شہر کی دیواریں شہر کے لیے حصن ہوتی ہیں۔

(۵) ایک بنی اسرائیل کے شخص نے چالیس سال تک اللہ کی عبادت کی پھر ایک قربانی پیش کی جو قبول نہ ہوئی اس نے اپنے نفس سے خطاب کیا اس قربانی کا قبول نہ ہونا تیری ہی وجہ سے ہے اور یہ تیرا ہی قصور ہے۔ پس خداوند عالم نے اس کی جانب وحی کی کہ تیرا اپنے نفس کو ملامت کرنا تیری چالیس سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

(۶) ہمارے شیعوں کو ان چار چیزوں سے مستغنی نہ ہونا چاہئے۔
۱۔ مصلیٰ جس پر نماز پڑھے۔
۲۔ انگشتری جس سے زینت دے۔
۳۔ مسواک جو منہ اور دانت صاف کرنے کے کام آئے۔
۴۔ تسبیح خاک شفا جس میں ۳۴ دانے ہوں یاد خدا کرتے ہوئے

اسے گردش دے تو ہر دانے پر اس کی چالیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں

(۷) جو گیہوں خریدے اس کا مال بڑھتا ہے۔ جو آٹا خریدے اس کا نصف مال جاتا رہتا ہے اور جو روٹی خریدے اس میں اتنا نقصان ہے جیسے اس کا تمام مال ضائع ہوا۔

(۸) ستمگر پر سختی کر کے مظلوم کا حق اس سے دلواؤ۔

(۹) کار خیر میں تعجیل کرو ورنہ کسی دوسرے کام میں لگ جاؤ گے۔

(۱۰) اپنے عزیزوں سے چشم پوشی نہ کرو اور بیگانہ کو آشنا پر ترجیح نہ دو۔

(۱۱) علم تمام خوبیوں کا باعث اور جہل تمام برائیوں کا سبب ہے

(۱۲) جو شخص بد اخلاق ہے اس نے گویا خود کو دائمی عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے۔

(۱۳) ظہور کے لئے آمادہ رہو اور کچھ نہ کچھ ہتیار رکھو چاہے ایک ٹوٹا ہوا نیزہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۴) موت آنے سے پہلے اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔

نسلِ امامؑ

ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ آپ کی اولاد کی تعداد ۳۷ تھی۔ علامہ طبرسیؒ، علامہ اربلیؒ اور علامہ شیخ مفیدؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کی اولاد میں ۱۹ لڑکے اور ۱۸ لڑکیاں تھیں۔ جو مختلف ازواج کے بطون سے تھے۔

(۱) امام علی رضاؑ (۲) ابراہیم (۳) عباس (۴) قاسم (۵) اسماعیل (۶) جعفر (۷) ہارون (۸) حسن (۹) احمد (۱۰) محمدؐ (۱۱) حمزہ (۱۲) عبداللہ (۱۳) اسحاق (۱۴) عبیداللہ (۱۵) زید (۱۶) حسن (۱۷) فضل (۱۸) حسین (۱۹) سلیمان۔

(۲۰) فاطمہ کبریٰ (۲۱) فاطمہ صغریٰ (۲۲) رقیہ (۲۳) علیمہ (۲۴) رقیہ صغریٰ (۲۵) کلثوم (۲۶) ام جعفر (۲۷) لبابہ (۲۸) زینب (۲۹) خدیجہ (۳۰) علیہ (۳۱) آمنہ (۳۲) حسنہ (۳۳) بریۃ (۳۴) ام سلمٰی (۳۵) میمونہ (۳۶) ام کلثوم (۳۷) ام ابیہا و بقولے ام عبداللہ وبقولے ام اسمار۔

خطیب العرفان مرزا محمد اشفاق صاحب شوق لکھنوی

قصیدہ

نہ کیوں ہو جوش پر لطف و عطائے موسیٰ کاظمؑ
گدا حاضر ہیں بر دولت سرائے موسیٰ کاظمؑ

مسلسل ہو رہے ہیں قصر نو تعمیر جنت میں
یہاں بھی رات بھر ہو گی ثنائے موسیٰ کاظمؑ

حدود بزم میں کوئی منافق آ نہیں سکتا
علیؑ کے دوست آئے ہیں برائے موسیٰ کاظمؑ

قصیدے پڑھ رہے ہیں حسب باب الحوائج ہیں
ہے منشائے خداوندی ثنائے موسیٰ کاظمؑ

کلیم اللہ روح اللہ ان کے مدح گستر ہیں
شعار انبیاء ٹھہری ثنائے موسیٰ کاظمؑ

خفا ہیں موسیٰ عمراںؑ تو برہم عیسیٰ دوراںؑ
انھیں سے جو نہیں کرتے ثنائے موسیٰ کاظمؑ

جزائے آخرت ہے اک صلہ اِن کی محبت کا
رضائے داورِ محشر دلائے موسیٰ کاظمؑ

ہیں اِن کے جد کے قدموں کے نشاں دوشِ پیمبرؐ پر
ہے عرشِ کبریا زیرِ ردائے موسیٰ کاظمؑ

غرض ہے کیمیا سے اور نہ کچھ اکسیر سے مطلب
لئے بیٹھا ہوں یارو خاکِ پائے موسیٰ کاظمؑ

بچایا ظلم سے ہارون کے جب ابن یقطیں کو
تو ترکیبِ وضو پر مسکرائے موسیٰ کاظمؑ

لباسِ فاخرہ تحفہ میں بھیجا ابن یقطیں نے
لباسِ زندگانی ہے عطائے موسیٰ کاظمؑ

اسیری میں ادا ہوتے ہیں کچھ یوں شکر کے سجدے
ہے نازاں اپنے بندے پر خدائے موسیٰ کاظمؑ

مدینہ میں نجف میں کربلا و سامرہ میں ہے
امامت کی ضیا مثلِ ضیائے موسیٰ کاظمؑ

خدا آباد رکھے میکدہ آلِ محمدؐ کا!
میں ہوں سرمستِ صہبائے ولائے موسیٰ کاظمؑ

نہ کیوں جھک کے بیوں اہلِ ولا فردوس شہد میں
ہے میرا آٹھواں ساقی رضائے موسیٰ کاظمؑ

صدائے بارک اللہ آرہی ہے ارضِ کعبہ سے
جبینِ شوق ہے اور نقشِ پائے موسیٰ کاظمؑ

☆

جناب ڈاکٹر رضا عارف رضوی شہنشاہ بلڈنگ تحاس لکھنؤ

قصیدہ

ہوئے موسیٰ عمراں بھی فدائے موسیٰ کاظمؑ
جب آیا سامنے طور ثنائے موسیٰ کاظمؑ

مثال کہکشاں ہیں نقش پائے موسیٰ کاظمؑ
تجلی ہی تجلی ہے برائے موسیٰ کاظمؑ

محمدؐ جد اعلیٰ ہیں پدر ہیں جعفر صادقؑ
فضیلت انتہا ہے ابتدائے موسیٰ کاظمؑ

جب ان کے در سے مس ہو کے ضیا پاتی ہیں کور آنکھیں
کسے معلوم کیا ہوگی ضیائے موسیٰ کاظمؑ

ہے ان کا اقتدار عام ساتوں آسمانوں پر
نہیں بس سما طین ارض و سمائے موسیٰ کاظمؑ

انھیں باب الحوائج ہم نہیں بے وجہ کہتے ہیں
تعین سے ہے بالاتر عطائے موسیٰ کاظمؑ

وہی ہے خلق بے پایاں وہی شان عطا بخشی
ادائے جد سے ملتی ہے ادائے موسیٰ کاظمؑ

ہوئی ناکام کوشش بادشاہ رجس پیکر کی
بنا زندان بھی عصمت سرائے موسیٰ کاظمؑ

کرے کس طرح کوئی آپ کی عظمت کا اندازہ
رضا بردار خالق ہیں رضائے موسیٰ کاظمؑ

عجب کیا مثل جد حضرت بھی سیر عرش کرتے ہوں
کہ ہیں ہفت آسماں طلعت نمائے موسیٰ کاظمؑ

علیؑ ہیں ان میں دو ہیں اک حسنؑ بھی دو محمدؐ بھی
ملے جو پنجتنؑ زیر کسائے موسیٰ کاظمؑ

نوازا ہے اسے بھی انتہائے عزم نے عارفؔ
رہے گا قید خانہ کربلائے موسیٰ کاظمؑ

●

قصیدہ

لبِ معبود نے کر کے ثنائے موسیٰ کاظمؑ
فرشتوں کو دیا درسِ ولائے موسیٰ کاظمؑ

نچھاور اس پہ ہوتا ہے کبھی طوبیٰ کبھی سدرہ
مرا خامہ جو لکھتا ہے ثنائے موسیٰ کاظمؑ

ادا کرنے کو سجدہ بارگاہِ ربِّ اکبر میں
ملائک ڈھونڈھتے ہیں نقشِ پائے موسیٰ کاظمؑ

جنابِ صادقِ آلِ محمدؐ والد ماجد
حمیدہ مادرِ حق آشنائے موسیٰ کاظمؑ

فرشتے خیل کے خیل آرہے ہیں بہرِ تہنیت
کہ گھر میں جعفرِ صادق کے آئے موسیٰ کاظمؑ

سرافرازی عطا کی سورۂ واللیل کو حق نے
بنا کے شانۂ زلفِ رسائے موسیٰ کاظمؑ

شب قدر اور شب معراج میں کب یہ نکھار آتا
نہ پڑتے گر تری زلفوں کے سائے موسیٰ کاظمؑ

کلام اللہ کے پارے تلاوت کرتے ہیں جس کی
ہے وہ قرآن روئے پر ضیائے موسیٰ کاظمؑ

یہ جزو نور واحد اور یہی مخلوق اول ہیں
ہے آغاز محمد ابتدائے موسیٰ کاظمؑ

بلندی کیا بتاؤں ان کی میں اتنا سمجھ لیجئے
در قوسین سے آگے ہے جائے موسیٰ کاظمؑ

صفر کی ساتویں کہتی ہے میری جان صدقے ہو
خدا رکھے مرے دامن میں لگے موسیٰ کاظمؑ

ہم اعداد حسین ان کا سن آمد نہ کیونکر ہو
کہ تھا یہ خاص منشائے خدائے موسیٰ کاظمؑ

ملے ہیں معجزے پیغمبروں کو انکے ہاتھوں سے
عصائے موسوی تک ہے عطائے موسیٰ کاظمؑ

تھا یعقوب بشر نبی اک صدیق جعفر صادقؑ
نہ تھا لیکن وہ صورت آشنائے موسیٰ کاظمؑ

وصی مولا کا میرے کون ہوگا اس نے جب سوچا
گئی گہوارے میں ذات حق نمائے موسیٰ کاظم

ملو اس طفل سے مولا اشارہ کر کے کہتے ہیں
سوئے گہوارۂ عرش ارتقائے موسیٰ کاظم

سلام اس نے کیا بچے کو جب جھولے کے پاس آ کے
ہو تجھ پر بھی سلام آئی صدائے موسیٰ کاظم

ابھی بچے کی گویائی پہ تھی یعقوب کو حیرت
کھلا پھر یوں لب معجز نمائے موسیٰ کاظم

ترے گھر میں ہوئی ہے کل ولادت ایک دختر کی
ہوا تجھ پر یہ فضل کبریائے موسیٰ کاظم

بدل دے نام جو تو نے حمیرا اس کا رکھا ہے
نہیں اس نام سے راضی خدائے موسیٰ کاظم

سنیں یہ غیب کی باتیں تو حیرت بڑھ گئی اس کی
بالآخر جھک کے چومے دست و پائے موسیٰ کاظم

پھرا وہ مرد مومن مطمئن ہو کر خوش و خرم
دلائے جوش میں کرتا ثنائے موسیٰ کاظم

فلک پر کہکشاں کی انجمن آراستہ کر دیں
اڑیں جب ذرہ ہائے خاک پائے موسیٰ کاظم

نہیں اس کا مقدر ذلتیں رسوائیاں پستی
جسے اپنی نگاہوں سے گرائے موسیٰ کاظم

خطیب منبر علم سلونی کا یہ ارشاد ہے
خضر کو روز محشر تک پڑھائے موسیٰ کاظم

ملائک جس قدر ہیں اور ہیں جتنے بھی پیغمبر
ہیں سب زنجیر بن زلف رسائے موسیٰ کاظم

نہیں الکاظمین الغیظ ہی کچھ شان میں تیری
بہت سے آئے ہیں قرآں میں آئے موسیٰ کاظم

ابھی لبیک کہتا خدمت اقدس میں آ جائے
اشارے سے جو طوبیٰ کو بلائے موسیٰ کاظم

سلاطین جہاں سر خم کی جو چوکھٹ پر جھکاتے ہیں
وہ سلطانوں کا سلطان ہے رضائے موسیٰ کاظم

ترے گنبد کے پاکیزہ کلس کا پنجۂ زریں
چراغ نیر اعظم بجھائے موسیٰ کاظم

زلیخا کی طرح دنیا نے سر سے جداں ہو گی!
نقاب اٹھے گا جب یوسف لقائے موسیٰ کاظمؑ

دیا کیوں زہر تو نے سندی ابن شاہک ملعون
بتا دے کیا تھی اے ظالم خطائے موسیٰ کاظمؑ

رگوں میں دوڑتی پھرتی ہے طوبا طہورا نور
ازل سے ہوں میں سرمست ولائے موسیٰ کاظمؑ

الحاج مولانا سید محمد باقر صاحب قبلہ باقری جوراسی ضلع بارہ بنکی
نگراں ماہنامہ اصلاح لکھنؤ

نوحہ

یوں قسمت عزم و ہمت کی تحریر امام کاظمؑ نے
کی صبر امامت کی روشن تصویر امام کاظمؑ نے

جب کفر کی طاقت ابھری تھی ایماں کی عمارت ڈھانے
کی علم و عمل کے ہاتھوں سے تعمیر امام کاظمؑ نے

تحقیر جو کرنے والے تھے ہیں آج وہ خاک ذلت پر
یوں دونوں جہاں میں پائی ہے توقیر امام کاظمؑ نے

تھا ظلم کی ظلمت کا حملہ جب ماہ امامت کے اوپر
محبس کے اندھیرے کو بخشی تنویر امام کاظمؑ نے

زنداں کے نگہباں ظالم تھے خادم وہ مگر بن جاتے تھے
کی ایسی عطا مظلومی کو تاثیر امام کاظمؑ نے

خود دور اسیری حضرت کا پابند عبادت ہو کے رہا
دی جس کو مسلسل سجدوں کی زنجیر امام کاظمؑ نے

بھیجا تھا کنیز شاہی کو معصومؑ کی ذلت کی خاطر
تقوے سے پلٹ دی ظالم کی تدبیر امام کاظمؑ نے

یوں ذکر خدا دن رات کیا اک صابر و شاکر بندے نے
بندوں کو بتا دی طاعت کی تفسیر امام کاظمؑ نے

ہر طرح سے اعمیٰ حاکم نے بیکس کو ستایا غربت میں
بے جرم و خطا تھے کی تھی یہی تقصیر امام کاظمؑ نے

ہارون شقی نے حضرتؑ کو سندی کے ذریعہ زہر دیا؛
لعنت سے ملا دی قاتل کی تقدیر امام کاظمؑ نے

جس نعش مقدس میت کی توہین ہوئی بازاروں میں
یوں بعد شہادت پائی ہے توقیر امام کاظمؑ نے

گر جذبہ صادق ہو باقر یہ باب حوائج دور نہیں
فریاد رسی میں کب کی ہے تاخیر امام کاظمؑ نے

●●●

ممتاز خطیب مولانا طاہر جروی

طاب ثراہ